مولانا ابو معاویہ لاجوری، بلوچستان

آہ ! وہ استاد العلماء بھی نہ رہا

مادر علمی بین الاقوامی یونیورسٹی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک صوبہ خیبر پختونخوا کے اُفق پر جو علم وفضل کے درخشندہ وتابندہ ستارے نمودار ہوتے رہے ان میں وہ آفتابِ فضل وکمال بھی ہے جس کی ضیا پاشی اور ضوباری سے عالم اسلام خصوصاً اسلامیان پاکستان نصف صدی سے زائد منور رہا۔ اس گلشن حقانی کے گلہائے رنگارنگ میں وہ گل سرسبد بھی ہے جس کی بوئے علم وعرفان صدیوں محسوس کی جاتی رہے گی اس بزم حقانی کے سرمستوں میں وہ دانائے راز بھی ہے جس نے ہمعصروں میں ''تفقہ فی الدین'' کا ذوق اور ''تدبر فی الحدیث'' کا ولولہ تازہ پیدا کیا وہ آج تاریخ کا ایک باب ہے۔ اور جس کی خاکستر سے یہ علمی چنگاری اٹھی۔ اس کی تپش آج تقریباً ملک بھر کے دینی مدارس میں محسوس کی جارہی ہے۔ اس بحر شریعت وطریقت کے کامران خواص کو رب بصیر نے ایسی بصیرت اور حسن تدبیر عطا کی تھی، کہ علم وتصوف کی الجھی ہوئی گتھیوں کو بیک جنبش نگاہ اور ایک لحہ مراقبہ سے حل کر دیتے 'قدرت کی فیاضیوں نے جس کو مولانا محمد قاسم نانوتوی کی ذکاوت' مولانا گنگوہیؒ کی فقاہت' مولانا نصیرالدین غرغشتویؒ کی علمی شان وعقیدت کا آئینہ دار اور عزم محمودی وحقانیؒ کا پیکر بنایا تھا۔ وہ بیک وقت مفسر' محدث' مفتی اور مجاہد دوراں تھا' دنیا نے اس عظیم ہستی کو ''مفتی اعظم پاکستان'' ''مجاہد اعظم'' ''استاد العلماء والحدیث'' ''مربی زمان'' اور ''عاشق مصطفیٰ'' جیسے القابات سے نوازا۔ جو اس کی علمی استعداد پر بالکل چست تھے۔ یہ مجموعہ کمالات اور اوصاف حمیدہ رکھنے والی ذات گرامی ''مفتی اعظم محدث کبیر حضرت مولانا مفتی محمد فرید صاحبؒ کی تھی۔ جس کے اقلیم علم وکمال سے سیراب چمن کے وابستگان میں ہمیں بھی ایک تر نوالہ ملا۔

مفتی صاحب یکم شوال المکرم ۱۳۴۴ھ بروز جمعہ بمطابق اپریل ۱۹۲۶ء کو صوبہ خیبر پختونخوا کے ضلع صوابی علاقہ زروبی میں ولی کامل حضرت مولانا حبیب اللہ مرحوم کے گھر پیدا ہوئے۔ چھٹی جماعت تک زروبی کے مقامی سکول میں عصری تعلیم حاصل کرنے کے بعد کم سنی میں ذہن کی کایا پلٹ گئی۔ اور اپنے والد محترم سے دینی علوم کے درس نظامی کی کتب پڑھیں۔ درس نظامی کے اکثر کتب اپنے والد ماجد سے پڑھنے کے بعد منطق' فلسفہ' حکمت و ریاضی شاہ منصور میں مولانا عبدالرزاق صاحب المعروف شاہ منصور بابا سے پڑھیں۔ فنون کی کتب تکملہ مولانا خان

بہادر صاحب المعروف مارتو نگی بابا' مولانا محمد نذیر صاحب المعروف چکیسر مولوی صاحب اور مولانا عبدالحلیم اُڈیگرامی صاحب سے پڑھے۔اس کے بعد ۱۹۵۱ء میں اس وقت کے صوبہ سرحد کے شاہ ولی اللہ حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتویؒ کے ہاں تشریف لائے۔موقوف علیہ اور دورہ حدیث کی تکمیل کر کے ۱۹۵۲ء میں مولانا غرغشتویؒ سے سند فراغت حاصل کی۔مولانا حبیب اللہ مرحوم اوران کے خاندان اس چشم و چراغ کی تکمیل علم پر انتہائی خوش تھے۔کیونکہ انہیں مسند علم کا صحیح جانشین ملا تھا۔ایک سال آبائی درسگاہ علاقہ زروبی میں تدریس کی خدمات سرانجام دیں۔بحر علم کا یہ غواص قلیل عرصے میں علماء کی نظروں میں جچ گیا۔۱۹۵۴ء میں جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں درس کا آغاز کیا۔جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک متحدہ ہندوستان کے زمانے میں موجودہ مشرقی پاکستان کی عظیم دینی درسگاہ تھی۔گو تاریخی اعتبار سے یہ عظیم دینی درسگاہ تھی' گو تاریخی اعتبار سے یہ عظیم دینی درسگاہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک سے قدیم ادارہ ہے لیکن آج جامعہ اسلامیہ کے پرشکوہ اور بوسیدہ عمارت آثار قدیمہ کا منظر پیش کر رہی ہے۔مفتی صاحب نے جامعہ اسلامیہ اکوڑہ خٹک میں ۱۹۶۳ء تک درس وتدریس کی خدمات سرانجام دیئے۔۱۹۶۴ء میں جامعہ اسلامیہ ضلع چارسدہ میں مسند حدیث کو سنبھالا دیا۔تین سال یہاں علم حدیث سے مسند حدیث کی گلشن کی آبیاری کی اور تین سال بعد ۱۹۶۶ء کو بانی حقانیہ مولانا عبدالحقؒ کی خواہش اور اپنے استاد و مرشد حضرت مولانا نصیر الدین غرغشتویؒ کے ارشاد پر پاکستان میں بلاشک ''دیوبند ثانی'' جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک تشریف لائے۔مولانا عبدالحقؒ نے پیرانہ سالی میں دن رات ایک کر کے جس جہد مسلسل سے دارالعلوم حقانیہ کے مسند حدیث کو پروان چڑھایا تھا مفتی صاحب نے کمال عزیمت سے اس مسند کو مینارہ نور بنادیا۔تیس سال مسلسل دارالعلوم حقانیہ کے مسند حدیث سے تشنگان علم وحدیث کے اُذہان کو سیراب کرتا رہا۔پاکستان کے دینی مدارس میں جہاں مولانا عبدالحقؒ بانی جامعہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک' مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ اور مولانا یوسف بنوریؒ بانیان جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی' مفتی محمد شفیع صاحبؒ بانی دارالعلوم کراچی اور مولانا سلیم اللہ خان دامت برکاتہم بانی جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی کے ہونہار شاگردوں نے اس گلشن کو آباد رکھا ہے۔وہاں اس بات میں دوسری رائے کی گنجائش نہیں کہ اس گلشن کے پاسبانوں میں مفتی محمد فریدؒ کے فیض یافتہ گان کا ایک طویل سلسلہ نظر آ رہا ہے۔آج سینکڑوں علماء کرام (ان کے شاگرد) صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں جگہ جگہ درس حدیث کے انوارات سے امت محمدیہ کے نوجوانوں کو علم حدیث سے آراستہ کر رہے ہیں۔

مولانا مفتی محمد فرید صاحب مرحوم درس حدیث کیساتھ تصوف کے بھی امام تھے' ضلع صوابی زروبی میں خانقاہ صدیقیہ سال بھر تذکیہ نفس کے طالبان سے آباد رہتی ہے۔پورے ملک میں مفتی صاحب کے سینکڑوں خلفاء

اور ہزاروں مریدان ہیں۔ سلوک وطریقت سے علماء اور عوام کا تزکیہ نفس کرنا حضرت مفتی صاحب کا خصوصی طرہ امتیاز رہا۔ اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ آج صوبہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان میں اس سلسلہ سے وابستہ شاید ہی کوئی خلیفہ اور مرید ہوگا۔ جو حضرت مفتی صاحب سے فیض یافتہ نہ ہو۔ ان تمام ہمہ گیر صفات رکھنے کے علاوہ حضرت مفتی صاحب نے مسند افتاء کو بھی رونق بخشی۔ فقہی مسائل اور افتاء کے میدان میں انہوں نے اپنے مدلل فتاویٰ سے مسلک اہل السنۃ والجماعت حنفیہ کی ترجمانی کا بھی حق ادا کیا۔ اور آج ''فتاویٰ فریدیہ'' کے نام سے ایک ضخیم فتاویٰ عوام اور علماء کے الجھے مسائل کو سلجھانے کے لئے ملک بھر کے کتب خانوں میں دستیاب ہے۔

مادر علمی دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں پڑھنے کی نسبت مجھ ناچیز کے لئے کچھ کم نہیں۔ لیکن زمانہ طالب علمی کے حسرتوں میں وہ دن تادیر یاد رہے گی۔ جب ۲۹ رجولائی ۲۰۰۶ء کو دار العلوم حقانیہ کے مسند حدیث پر اسلاف کی یہ یادگار نشانی مفتی محمد فرید صاحبؒ بیٹھے تھے اور انتہائی ضعف کی حالت میں ''ہاتھ کے اشارے'' سے ہمیں اجازت حدیث دے رہے تھے'' بظاہر تو وہ ہاتھ اٹھا کر ''اجازت حدیث'' دینے کی رسم پوری کررہے تھے لیکن میں حلفیہ کہتا ہوں کہ دار الحدیث ہال میں گویا تکمیل علم (مروجہ نصاب تعلیم) کا مرحلہ ہے' خوشی اور اضطراب کے ملے جلے جذبات میں طالبان علوم نبوت کی آنکھیں نمناک تھیں۔

آسمان علم وعرفان کا یہ درخشندہ ستارہ ۹ رجولائی ۲۰۱۱ء بروز رحلت کرگیا۔ مفتی صاحب کی وفات سے علم وتصوف کی بزم میں جو جگہ خالی ہوئی' اس کا افسوس کرنے والے اور اس خلا کو محسوس کرنے والے بہت ہوں گے۔ لیکن اخلاق وانسانیت اور مسند درس حدیث کی صفت اولین میں جو خلا پیدا ہوگئی اس سے ہمہ خوبیوں کے ساتھ پُر کرنے والے عنقا ہیں۔

دعا ہے کہ یا اللہ مجھے میرے شیخ حضرت مفتی صاحب کی نسبت عالیہ سے حصہ وافر عطا فرما اور ان کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی وناصر ہو۔

(ایک ضروری تصحیح)

گزشتہ شمارہ میں شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد فرید صاحبؒ کے قطعہ سال رحلت میں ''ہائے برفراق حضرت اب'' کے نیچے ۱۴۳۲ تاریخ کمپوز کی گئی ہے۔ یہاں پر سن ہجری کی بجائے سن میلادی ۲۰۱۱ء ہے کیونکہ ابجد کے حساب سے یہ عدد برآمد ہوتی ہے' قارئین تصحیح فرماویں۔ (فانی)